Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم و حکمت قرآن کے لیے مقررہ نصاب کے مطابق

اصطلاحات قرآن



الاستاذ: ابو الفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم -33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

العمل ہر وہ کام ہے جو کسی جاندار سے ارادۃً سرزد ہو۔ (راغب اصفہانی) محیط نے کلیات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عمل اس کام کو کہتے ہیں جو فکر و تدبر اور علم و ارادہ کے ساتھ سرزد ہو۔ فعل میں یہ شرط نہیں۔ نیز عَمَلٌ ایسے کام کو کہتے ہیں جو طویل مدت تک ہوتا رہے۔ عمل کا لفظ اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال پر بولا جاتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ (النساء: ۲۷۷)

"جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اور صلوٰۃ قائم کی۔" میں اچھے عمل کے لیے ہے اور مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ ۙ (النساء: ۱۲۳) "جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا۔" میں برے عمل کے لیے ہے۔

اَلصُّلْحُ کا لفظ خاص کر لوگوں سے باہمی نفرت کو دور کر کے امن و سلامتی پیدا کرنے پر بولا جاتا ہے چنانچہ اِصْطَلَحُوْا وَ تَصَالَحُوْا کے معنی باہم امن و سلامتی سے رہنے کے ہیں۔ وَ اِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَ تَتَّقُوۡا (النساء: ۱۲۹) "باہم معاملہ میں درستگی پر رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔"

قرآن حکیم نے ایمان کا مطالبہ کیا ہے تو ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ ایمان کے اصولوں اور تقاضوں کے مطابق اچھے اعمال بھی ہوں۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ (البینۃ: ۷) اسی طرح قرآن حکیم نے اچھے اور برے دونوں کاموں کے نتائج کا بھی بتایا ہے۔ یعنی ان کاموں کے نتائج جنہیں انسان قصد اور ارادے کے ساتھ کرے۔

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَ لَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۷﴾ (النحل: ۹۷)

”جس کسی نے اچھا کام کیا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہے تو (یاد رکھو) ہم ضرور انہیں (دنیا میں) خوشگوار زندگی میسر کرائیں گے اور آخرت میں بھی ضرور اسے اجر دیں گے۔ انہوں نے جیسے جیسے اچھے کام کیے اسی کے مطابق ہمارا اجر بھی ہو گا۔“ ان کی نشوونما ایسی ہو گی کہ وہ حیات طیب یعنی خوشگوار زندگی گزار سکیں گے۔ ایمان اور عمل قرآنی تعلیم کا مرکزی نقطہ ہے جس کا مطلب ہے کہ ایمان کے تقاضوں کے مطابق اعمال پر دوام اور استقامت کے ساتھ قائم رہا جائے تو یہ خوشگوار زندگی مقدر بن جاتی ہے۔

سورۃ العصر اسی حقیقت کی نوید ہے۔ جس میں زمانے کو شاہد بنا کر بتایا گیا ہے کہ ہر دور اسی حقیقت کی تصدیق کرتا ہوا دیکھو گے۔ خسارے سے بچنے کا یہی راستہ ہے۔ شخصی زندگی میں بھی اور اجتماعی زندگی میں بھی۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ العصر کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تمام زمانوں میں وہی قومیں فلاحی معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہوئیں جنہوں نے ایک نظریہ (ایمان) اختیار کیا۔ پھر اس نظریہ کے مطابق عملی زندگی اختیار کی (عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) پھر اس نظریہ کو دوسروں تک پہنچانے کا کام سرانجام دیا (تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ) اور خود بھی اسی نظریہ پر دوام اور استقامت سے جمے رہے۔ (تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ) سورۃ روم میں قرآن حکیم نے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا کے مقابلہ میں مَنْ كَفَرَ لا کر اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ اگر اعمال صالحہ ساتھ نہ ہوں تو ایمان، ایمان نہیں ہوتا۔

سورۃ لقمان میں قرآن حکیم کی ہدایت کے لیے فرمایا:

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ (لقمان: ۳-۱)

”الم۔ یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں جو ہدایت اور رحمت محسنین کے لیے ہیں۔

محسنین کے معنی صرف عمل کرنے ہی کے نہیں بلکہ نہایت عمدہ طریقے پر عمل کرنے کے ہیں۔ پھر آگے ان محسنین کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ بلکل اسی مفہوم کی حامل دوسری آیتوں میں محسنین کی جگہ مومنین کا لفظ ملتا ہے۔ مثلاً فرمایا:

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ (النمل: ۲-۱)

"طٰسٓ یہ قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں جو ہدایت اور بشارت مومنین کے لیے ہیں۔"

ان دونوں آیتوں کا مطلب ایک ہی ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مومنین اور محسنین ایک ہی ترازو کے دو پلڑے ہیں۔ اعمال صالحا اور ایمان کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن حکیم میں حَسَنَاتٌ کے مقابلہ میں سَیِّئَاتٌ کا لفظ اکثر آیا ہے۔ لہٰذا اعمال صالحہ اور حسنات ہم معنی ہیں۔ سورت حم سجدہ کی آیت ۴۶ میں عَمِلَ صَالِحًا کے مقابل میں اساء آیا ہے جس کی معنی بگاڑ اور ابتری رونما کرنا ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں اعمال صالحہ کے معنی ہیں کہ ایسے کام جن کے کرنے سے خود عمل صالح کرنے والے انسان کی مضمر صلاحیتیں بیدار ہو جائیں اور اس میں ایسا حسن اور خوبی پیدا ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور محبوب بندہ بن جائے۔ اسی طرح ان اعمال کے نتیجہ میں معاشرہ کا حسن اور توازن قائم رہے، اور ناہمواریاں دور ہو جائیں۔ صالح اعمال سے انسانوں کو خود بھی بے خوفی اور سلامتی ملتی ہے، اور دوسروں کی نفعہ بخشی بھی ہوتی ہے، ان کی بہتر نشوونما ہوتی ہے۔ یہ نفعہ بخشی، سلامتی اور بہتر نشوونما ایمان والوں کے لیے حَسَنَةً فِي الدُّنْيَا کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔

قرآن حکیم کی آیات کی تصریحات سے یہ بات قطعی سامنے آتی ہے کہ صرف

اپنی ذات کے لیے احتیاط اور اعمال کی زندگی عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نہیں بلکہ جس طرح انسانوں کی اپنی ذاتی زندگی میں حسن اور توازن قائم ہو اسی طرح دوسروں کی زندگی کو حسن اور توازن بخشنے کے لیے انسانی نفعہ بخشی کے کام عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کہلائیں گے۔

اگر روزمرہ کی زندگی میں بھی انسانی صلاحیتوں، مہارتوں اور محنتوں سے جس طرح بھی دیگر انسانوں کی سلامتی اور بھلا ہوتا ہے، انسانوں کی نفعہ بخشی ہوتی ہے وہ سب چیزیں اعمال صالحہ میں شامل ہیں۔ اسی طرح انسانی رویوں اور تعلقات میں خلق، کاروبار اور لین دین میں ایمانداری، ڈیوٹی میں حتی الامکان ذمہ داری اور انسانوں سے بھلائی اور ہر قسم کے معاملات میں عدل و احسان کا سلوک اور بھلائی کا رویہ یہ سب چیزیں بھی اعمال صالحہ شمار ہونگی۔ اچھائی کو آگے کرنا اور معاملات کو سنوار دینا بھی اصلح کے معنوں میں شامل ہے جیسا کہ سورۃ محمد کی آیت ۲ میں کہا گیا ہے کہ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (محمد: ۲) ”(سو وہ یقین کریں کہ) ان کی خطائیں ان سے دور کر دی گئیں اور ان کے دل کو سنوار دیا گیا۔“

اعمال صالحہ عملی صورتوں میں عدل، احسان اور بھلائی کا مظہر بن جاتے ہیں۔ عدل اور احسان کے اعمال کو حکماء ان سے الگ نہیں کرتے۔ دونوں سماجی زندگی کے جزو لا ینفک ہیں اور دین میں دونوں چیزیں تقویٰ کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جو لوگ اپنے مفاد سے آگے کچھ نہیں سوچتے، ان کے اعمال سے خرابی اور بگاڑ سامنے آتے ہیں، لوگوں کی نفعہ بخشی کے بجائے ان کا استحصال سامنے آتا ہے تو یہ سب چیزیں اعمال صالحہ کے مخالف اور فساد کا باعث ہوتی ہیں۔

لفظ صالح اِصْلَاحٌ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یہ فساد کی ضد ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا: لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (اعراف: ۵۶) ”(دیکھو!) ملک کی درستگی کے

بعد (یعنی دعوت حق کے ظہور کے بعد جو اس کی درستگی کی دعوت ہے) اس میں خرابی نہ پھیلاؤ۔" اسی طرح جب سماج میں بھی ابتری پیدا ہو جاتی ہے تو بدی کی محرک قوتیں عدل اور نظم سیاست کو اپنی خواہشات کے تابع بنا دیتے ہیں۔ پھر ملک کا قانون عدل کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ اس کو بھی قرآن حکیم نے فساد کہا ہے۔ اس کے متعلق قرآن حکیم نے بتایا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ (الشعراء: ۱۵۲)

"کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زمین میں اصلاح کے بجائے فتنہ و فساد پیدا کرتے ہیں۔"

ان آیات قرآنی سے واضح ہو گیا کہ فساد صلاح کی بلکل ضد ہے۔ فساد کے معنی عدل و قسط کی راہ سے ہٹ جانے کے ہیں اور اصلاح کے معنی اس کے بلکل برعکس یعنی عدل و قسط پر قائم رہنے کے ہیں۔

قرآن حکیم نے اصلاح کا لفظ ایک دوسری معنی میں بھی استعمال کیا ہے یعنی عمل کا بار آور ہونا اور دراصل یہ بھی عدل و قسط کے نتیجہ میں ہی ظہور میں آتا ہے۔ اگر اشیاء میں عدل و توازن نہ پایا جائے تو اس سے افعال کا صدور ناممکن ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر عمل صالح، فاعل اور سماج دونوں کے لیے نفع بخش ہوتا ہے۔ اس کے برعکس عمل غیر صالح فاعل اور سماج دونوں کے لیے مضرت رساں ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ مفسدین کو کبھی اس امر میں کامیاب نہیں ہونے دیتا کہ وہ کائنات خلقت میں اس کے قائم کیے ہوئے نظام عدل و توازن کو بگاڑ دیں۔ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ (یونس: ۸۱)

"بیشک اللہ فتنہ پردازوں کو ان کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیتا (کہ وہ

زمین میں ظلم وفساد برپا کریں۔)"

ان تصریحات کے بعد عمل صالح کا مفہوم واضح اور متعین ہو جاتا ہے کہ ہر وہ اچھا عمل جو عدل وقسط یا دوسرے لفظوں میں اعتدال و توسّط کے دائرہ میں رہ کر کیا جائے عمل صالح میں داخل ہے۔ اسی طرح ہر وہ عمل جو اعتدال و توسّط کے حُدود سے متجاوز ہو، عمل صالح سے خارج ہے۔

مسلمانوں کے موجودہ مذہبی زندگی کا تھوڑا جائزہ لیں تو وہ جادۂ اعتدال سے ہٹی ہوئی نظر آتی ہے۔ آج عمل صالح کا مفہوم بدل کر رہ گیا ہے۔ جس مذہبی عمل میں جتنا ہی غلو اور تشدد اختیار کیا جاتا ہے وہ اتنا ہی عمدہ عمل قرار پاتا ہے۔ آج وہی مرد، مرد صالح ہے جو اوراد وظائف، دعا اور نوافل کی کثرت میں سب پر سبقت لے جائے۔ کہنے کو تو یہی کہا جاتا ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے لیکن مسلمانوں کا ایک طبقہ اسی پر عمل پیرا ہے اور اسی کو عین اسلام قرار دیتا ہے۔ حالانکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے غلو اور تشدد کو رہبان کی صفت قرار دیا ہے۔

اعمال صالحہ کا شعور انسان کی سلیم فطرت میں بھی رکھا گیا ہے۔ خالق نے تخلیق کے ساتھ بھی انسان سے اس کے عہد ومیثاق لیے ہیں اور پھر وحی کی تعلیمات میں بھی ان اعمال صالحہ کی رہنمائی کی گئی ہے۔ ایمان اور عمل صالح کے ایک دوسرے کے ساتھ لزوم سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ایمان سے متعلق شکر، عبادت اور دینداری کے اعمال بھی اعمال صالحہ کا ہی حصہ ہیں۔ کیونکہ شکر، عبادت اور دینداری بھی انسانی شخصیت کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں اس لیے ان کو اعمال صالحہ سے الگ شمار نہیں کیا جائے گا۔ ایمان اور کفر صرف اعتقادی چیزیں نہیں ہیں جو انسان کے ذہن تک محدود ہوں بلکہ ان کا تعلق زندگی کے نظری اور عملی دونوں مسائل سے ہے۔ اگر آدمی

میں نظری عقائد ہیں اور اعمال صالح نہیں تو ایمان اٰمِنُوْا سے خالی ہے۔ قرآن حکیم کی رہنمائی اور اس کے قوانین کی صداقت کو تسلیم کرنا اور پھر اس کے مطابق زندگی کے معاملات کا فیصلہ کرنا ایسا ایمان اٰمِنُوْا میں شامل ہے اور اس کے خلاف فیصلہ کرنا کفر ہے۔ سورۃ الروم میں ہم دیکھتے ہیں کہ کفر کے مقابلہ میں عَمِلَ صَالِحًا آیا ہے۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۙ﴿۴۴﴾ (الروم: ۴۴)

"جو لوگ انکار کرتے ہیں وہ اپنے انکار کا نتیجہ پائیں گے اور جن لوگوں نے نیک اعمال کیے ہیں تو وہ لوگ اپنے ہی لیے (فلاح کا راستہ) ہموار کر رہے ہیں۔"

اسلام میں عبادت کا تصور صرف پوجا پاٹھ نہیں ہے بلکہ اسلام نے عبادات کو صالح عملی زندگی میں سرگرمی، اجتماعیت اور کمیونکیشن کا ذریعہ بنایا ہے۔ نظام صلوٰت، ایتائے زکوٰۃ، نظمِ حج اور نظم روزہ یہ تمام ارکان انسان کی صالح عملی زندگی کو سرگرم رکھنے اور اجتماعیت پیدا کرنے اور قرب خداوندی حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔

اعمال صالحہ کو قرآن حکیم کی تشریحات کی روشنی میں پانچ عنوانات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے:

(۱) اعمال صالحہ بلحاظ ایمان: ان میں ایمان لانا۔ اللہ کا خوف، اللہ پر توکل اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت شامل ہیں۔

(۲) اعمال صالحہ بلحاظ نظم انسانی: مسلمانوں کے اجتماعی کاموں کا نظم جن سے انسانی نفعہ بخشی ہوتی ہو۔ ان کاموں میں نیک کاموں کی ترغیب اور برائیوں سے روکنا بھی شامل ہے۔

(۳) اعمال صالحہ بلحاظ تفکر و تدبر و ایجاد: ایسے افکار و ایجادات جن سے انسانی نفعہ بخشی ہوتی ہو۔

(۴) اعمال صالحہ بلحاظ کردار: جن کاموں سے انسان کی اپنی شخصیت کی ڈولپمنٹ بھی ہوتی ہو اور ساتھ ہی دوسروں کو خوشگواری اور نفعہ بخشی حاصل ہوتی ہو۔ جیسے عدل و احسان، عجز و انکساری، سخاوت، طہارت، بے حیائی سے اجتناب، سچی گواہی، باہم صلح و آشتی سے رہنا۔ نفسانی خواہشات پر قابو۔ امانتوں اور عہد کا پاس رکھنا۔ معاف کر دینا، صبر اور سچ بولنا، تنگ دستی، دکھ درد اور جنگ میں ثابت قدم رہنا۔ بدگمانیوں سے اجتناب، عصمت کی حفاظت، واجبات کی ادائگی، حقوق کی ادائگی، اللہ کی راہ میں جانی اور مالی جہاد۔ قربانی و ایثار۔ صرف اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنا۔ سچی گواہی دنیا اور لغویات اور اسراف سے اجتناب۔ فتنہ اور بغی سے باز رہنا اور اسی طرح کی رہنمائی جو بھی قرآن حکیم میں موجود ہو۔

(۵) اعمال صالحہ بلحاظ معیشت: سرمائے پر سرمائے کی کمائی یعنی سود وغیرہ سے اجتناب، باطل ذرائع آمدنی سے بچنا، محنت کے ذریعے آمدنی کا حصول، اللہ تعالیٰ کے فضل کے حصول کی جدوجہد، مال و دولت کی وجہ سے اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا، اسراف و تبذیر سے بچنا۔ دولت کے متعلق احکام قرآنی کی اطاعت۔ محروموں اور سائلوں کا اپنے مال میں حق سمجھنا اور کمزوروں اور پسماندہ طبقات کی اعانت کرنا۔ اپنے مال و دولت کو اللہ کی راہ میں کھلا رکھنا۔ زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں انفرادی و اجتماعی روزانہ زندگی کی تمدنی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی شعبوں میں عمل صالح کی کئی صورتیں بتائی ہیں وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کے ساتھ ان کے نتائج اور آثار کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس ضمن میں کچھ آیات اسطرح ہیں:

۱. اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهۡدِیۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِاِیۡمَانِهِمۡ ۚ (یونس: ۹)

"جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور صالح عمل اختیار کیے تو اللہ ان کے ایمان کی روشنی کو ان کے لیے شمع ہدایت بنا دیتا ہے۔"

یعنی اعمال صالح سے مومنوں کا ایمان مستحکم ہوتا ہے، بڑھتا ہے اور سب سے بڑھ کر ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

۲. اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّهِمۡ ۙ (ھود: ۲۳)

"جو لوگ ایمان لائے، صالح اعمال اختیار کیے اور اپنے پروردگار کے لیے عاجزی کی۔"

یعنی عمل صالح کی وجہ سے انسانی شخصیت کی ڈویلپمینٹ اس طرح ہوتی ہے کہ عاجزی اور تواضع ان کا وطیرہ بن جاتی ہے۔ سرکشی اور انحراف سے دور ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ان کی کارگزاری بڑھ جاتی ہے۔

۳. اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ (مریم: ۹۶)

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا سو قریب ہے کہ خدائے رحمان ان کے لیے محبت کا دروازہ کھول دے گا۔"

ان اعمال صالحہ کے نتیجہ میں جب خود خدا ان کے لیے محبت کا دروازہ کھول دے گا تو لازمی طور پر اس کے بندے ان سے محبت کریں گے۔ لوگ ان کی طرف کھچیں گے اور انہیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

۴. وَ یَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَ الۡکٰفِرُوۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ﴿۲۶﴾ (الشوریٰ: ۲۶)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا سو خدا ان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور ان کے

کاموں کے پھل میں اپنے فضل سے برکت اور فراوانی بخشتا ہے۔ جو منکر ہیں وہ سختیوں کی شدید گرفت میں رہتے ہیں۔"

صالحین کے لیے ازداد (بڑھوتی) ان کے ایمان میں بھی ہوتی ہے، ان کے احترام میں ہوتی ہے، ان کے رزق میں ہوتی ہے اور ان کے معاملات میں بھی ہوتی ہے۔

۵. اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ (البینۃ: ۷)

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا سو وہ دنیا کی بہترین ہستی ہیں۔"

ایسے افراد بھی دنیا کی بہترین ہستی ہیں اور ایسی اقوام بھی فلاحی معاشرہ قائم کر لیتی ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ: "اگر کوئی قوم دنیا میں ذلیل ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ عمل صالح نہیں کرتی۔"

۶. وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلۡمًا وَّ لَا ہَضۡمًا ﴿۱۱۲﴾ (طٰہٰ: ۱۱۲)

"اور جو شخص عمل صالح کرتا ہے اور ساتھ ہی اللہ پر یقین رکھتا ہے، نہ اس پر ظلم ہو سکے گا اور نہ ہی اس کا حق مارا جائے گا۔"

عمل صالح کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا نظام ان کے لیے موثر ہوتا ہے۔ ایسے لوگ دلیری کے ساتھ ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں اور طاقت کے ساتھ اپنے حقوق محفوظ رکھتے ہیں۔

۷. فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ ۚ وَ اِنَّا لَہٗ کٰتِبُوۡنَ ﴿۹۴﴾ (الانبیاء: ۹۴)

"جو شخص عمل صالح کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے تو اسکی کوشش کبھی ضایع نہیں جائے گی اور ہمارا یہ طئہ شدہ قانون ہے۔"

بظاہر وقتی ناکامیابیوں پر وہ مایوس نہیں ہوتے۔ ان کے ایمان کی روشنی ان کو بتاتی

ہے ایک دن وہ کامیاب ہونگے۔ خدا کے بنائے ہوئے قانون پر ان کو کامل یقین ہوتا ہے۔

۸. وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَہُمۡ ﴿۲﴾ (محمد: ۲)

"اور جو لوگ ایمان لائے، عمل صالح کیا، اور قرآن حکیم پر یقین کیا جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے لیے پیام حق ہے، سو وہ یقین کریں کہ ان کی خطائیں ان سے دور کر دی گئیں اور ان کے دل کو سنوار دیا گیا۔"

عمل صالح کا مسلسل عمل اور ان کی یہ سعادتمندی مومنین کو اس لائق بنا دیتی ہے کہ وہ سیئات پر غالب رہتے ہیں۔ ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ استقامت اور اطمینان عطا کرتا ہے جس کی وجہ سے سیئات کی طرف ان کی رغبت ہی نہیں رہتی۔

۹. اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۷۰﴾ (الفرقان: ۷۰)

"مگر جس شخص نے توبہ کی، ایمان لایا اور عمل صالح کیا، تو خدا ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اور خدا بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

قرآن مجید کی یہ مذکور آیت بھی اعمال صالحہ کے سیئات پر غلبہ کی نوید دیتی ہے۔

۱۰. مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَ لَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۷﴾ (النحل: ۹۷)

"جس مرد اور عورت نے عمل صالح کیا اور وہ مومن بھی ہے تو ہم اس کو ایک پاک زندگی عطا کریں گے اور اس کے کاموں میں ایسی قوت دیں گے کہ محنت سے زیادہ اس

کا پھل پائے گا۔"

اس دنیا میں بھی ان صالحین کو برکت، سعادت اور سلامتی والی اور خوف سے پاک زندگی عطا ہوتی ہے اور آخرت کی نعمتیں اور اجر تو ان کے لیے وعدہ شدہ ہے۔

۱۱. وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۚ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۲

(الکھف: ۸۲)

"دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی۔ اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ دفن تھا اور ان دونوں کا باپ صالح تھا، خدا نے چاہا کہ جب وہ جوان ہو جائیں تو اپنا خزانہ نکالیں اور ایسا نہ ہو کہ ان کے جوان ہونے سے پہلی ہی دیوار پرانی ہو کر گر جائے۔"

اس سے واضح ہوا کہ مصلحین کے اعمال کے نتائج کسی نہ کسی طرح ان کی اولاد کو بھی مل جاتے ہیں، اور اگر نہیں ملتے تو یقین کرنا چاہیے کہ ان کا باپ مصلح نہ تھا۔ جو اولاد اعمال صالحہ میں اپنے باپوؤں کی مشیر اور مددگار رہتی ہے وہ دراصل اپنے لیے سعادت، برکت اور بھلائیوں کے بیج بوتے ہیں جن کا پھل انہیں زندگی بھر کھانا ہے۔

۱۲. رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝۸۳ وَ اجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝۸۴ (الشعراء: ۸۴-۸۳)

"خدایا مجھے نبوت دے اور مجھے صلحا میں داخل کر، اور آنے والی نسلوں میں میرا ذکر قائم رکھ۔"

اس کے معنی صالحین کو ابدی شہرت حاصل ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ان کی شخصیت کی طرح ان کے کاموں کو اجر، بقا اور دوام حاصل ہوتا ہے۔ اس بات کو

قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بھی بتایا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۸﴾ (حٰم السجدہ: ۸)

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا، ان کے لیے غیر منقطع معاوضہ ہے۔" یعنی برکتوں والا اور نہ ختم ہونے والا مسلسل جاری بدلہ۔

۱۳. اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (فاطر: ۱۰)

"خدا کی طرف کلمات طیبہ چڑھتے ہیں اور عمل صالح اس کو اونچا کر دیتا ہے۔"

ہر نیک پروگرام کا، ہر سچی بات کا اور ہر سچی کوشش کا زینہ صرف اعمال صالحہ ہیں جو ان کو خدا تک پہنچا دیتے ہیں۔ کسی بھی بات اور پروگرام کے لیے اگر عملی زندگی یعنی اعمال صالحہ نہیں تو اللہ کی طرف وہ چڑھنے کے قابل نہیں۔

۱۴. اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء: ۱۰۵)

"زمین کے وارث صرف خدا کے صالح بندے ہوتے ہیں۔"

اپنے اندر جو لوگ بھی انسانی نفعہ بخشی کا استعداد پیدا کریں گے۔ انسانوں کے لیے سہولیات اور سلامتی کے امکانات پیدا کریں گے تو پھر ایسے انسانوں کے لیے انسانی قافلوں کو لے کر چلنے کے فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر یہ استعداد نہ ہو اور کوئی ظلم کے نتیجہ میں تسلط قائم بھی کر لے اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ فساد کے ساتھ حکومت باقی نہیں رہ سکتی۔

۱۵. وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۷﴾ (آل عمران: ۵۷)

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا تو خدا ان کو پورا معاوضہ دے گا۔ اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور اصلاح کا ثمرہ پورا پورا ملتا ہے۔ صلحاء کا ولی اور رفیق و مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، اس لیے وہ اسی سے رشتۂ مودت جوڑتے ہیں۔

اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ (الاعراف: ۱۹۶)

"میرا ولی صرف اللہ ہے جس نے کتابیں نازل کیں اور وہ صالحین کو دوست رکھتا ہے۔"

اس کے مقابلہ میں بگاڑ، فساد اور ظلم کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رفاقت و مدد سے محروم رہ جاتے ہیں۔

۱۶. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ (التوبہ: ۱۲۰)

"اس لیے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ وہ اللہ کی راہ میں پیاس، تکان اور بھوک کی تکلیف اٹھائیں اور جس راہ پہ چلنا کفار کے لیے غیظ و غضب ہو، اس راہ پر گامزن ہوں حتا کہ ہر وہ نقصان جو انہیں دشمنوں کی طرف سے پہنچتا ہو، ان میں سے ہر چیز ان کے حق میں ایک عمل صالح نہ لکھا جائے۔ اللہ نیکوکاروں کا عمل صالح ضایع نہیں کرتا۔"

۱۷. وَ الْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ (العصر)

"انسانی تاریخ کا ہر دور یہ گواہی دیتا ہے کہ (بہت سارے) انسان خسارے میں رہے مگر صالحین کی وہ جماعت خسارے سے باہر رہی جو اپنے ایمانی تقاضوں کے مطابق (قوانین خداوندی پر) عمل صالح کی صورت میں کاربند رہی اور ہمیشہ حق و انصاف کی ایک

دوسرے کو وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو اس کی دعوت دیتے رہے اور استقامت کے ساتھ ان اصولوں پر جمے رہتے ہیں۔"

پس تمام ارض میں کامیابی اور فتح و مراد انہی کے لیے ہے اور وہی لوگ زندگی کی تمام مشکلات سے اور انسانی سرگرمیوں کی تمام ناکامیوں سے وہ محفوظ ہو جاتے ہیں جو ایمانی تقاضوں کے مطابق صالح عملی زندگی پر کاربند رہتے ہیں۔

یہ ان اعمال صالحہ کے نتائج کا چند آیات سے ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے ورنہ قرآن مجید میں ہر اچھے کام اور عمل صالح کا نتیجہ اور ہر برے کام اور ظلم و فساد کا نتیجہ بھی اسی طرح واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ بہت سارے مسلمان اعمال کے احکام اور نتائج سمجھنے اور سامنے رکھنے کے بجائے ورد والے اعمال اور ان کی گنتی کی دوڑ میں لگ گئے اور ابھی تک ان کو اس گنتی سے فرصت ہی نہیں ملی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے کتاب کو رہنما نہیں بنایا جس کے متعلق انہیں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ (المائدہ: ۱۵۵)

"اور یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے برکت والی پس اس کا اتباع کرو، اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"